مولانا ابوریحان سیالکوٹی

مقالۂ خصوصی

اَلْفِئَۃُ الْبَاغِیَۃ

حدیث قتلِ عمارؓ کی روشنی میں

حضرت عمارؓ سے متعلق صحیح بخاری وغیرہ میں ایک حدیث ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

"ویح عمار تقتلہ الفئۃ الباغیہ ،یدعوھم الی الجنۃ (وفی روایہ الی اللہ) ویدعونہ الی النار"۔(صحیح بخاری ص ۶۴ وص ۳۹۴/ ج ۱)

اس میں آنحضرت ﷺ نے یہ پیش گوئی فرمائی ہے کہ حضرت عمارؓ کو ایک باغی گروہ قتل کریگا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ باغی گروہ، حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کا گروہ ہے کیونکہ اسی نے جنگ صفین میں حضرت عمارؓ کو قتل کیا تھا۔ حالانکہ امرِ واقعہ یہ ہے اور خود اسی حدیث میں ہی اس کے قوی شواہد موجود ہیں کہ حضرت عمار کے قاتل اور "الفئۃ الباغیہ" کے مصداق، حضرت معاویہؓ اور انکے ساتھی نہ تھے بلکہ وہی سبائی مفسد تھے جو حضرت عثمانؓ کے بھی قاتل اور باغی تھے۔ حضرت معاویہؓ اور ان کے صفینی ساتھیوں کو حضرت عمارؓ کا قاتل اور پھر "الفئۃ الباغیہ" کا مصداق بنانا نہ صرف یہ کہ امر واقعہ کے خلاف ہے بلکہ مذکورہ بالا جس حدیث کے حوالہ سے انہیں یہ کچھ بنایا، بتایا جاتا ہے۔ خود اسی کی رو سے بھی بالکل غلط اور یقیناً بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اس حدیث نے جہاں یہ بتلایا ہے کہ حضرت عمارؓ کو ایک باغی گروہ قتل کریگا۔ وہاں خود اسی نے ہی اپنے مختلف طریق میں اس باغی گروہ کی چند نشانیاں اور علامتیں بھی بڑی وضاحت و صراحت کے ساتھ بیان کر دی ہیں۔ لہٰذا حضرت عمارؓ کا قاتل، باغی گروہ وہی ہو گا۔ جس میں وہ نشانیاں اور علامتیں پائی جائیں گی۔ اور قارئین، انشاء اللہ، ابھی ملاحظہ فرمائیں گے۔ کہ حضرت معاویہؓ اور ان کے صفینی ساتھیوں میں ان میں سے کوئی ایک نشانی بھی نہیں پائی جاتی۔ بلکہ وہ سب کی سب نشانیاں بکمال و تمام حضرت عثمانؓ کے قاتل اور باغی سبائی ٹولے میں پائی جاتی ہیں۔ لہٰذا مذکورہ بالا زیبِ عنوان حدیث کی رو سے وہ سبائی ٹولہ ہی قاتلِ عمارؓ بھی تھا اور "الفئۃ الباغیہ" کا مصداق بھی۔

اب قاتل عمارؓ کی وہ نشانیاں ملاحظہ ہوں جو اسی حدیث کے مختلف طرق میں بڑی وضاحت و صراحت کے ساتھ بیان ہوئی ہیں۔

قاتلِ عمارؓ کی پہلی نشانی:

پہلی نشانی، قاتلِ عمارؓ کی اسی حدیث میں یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ کوئی غیر صحابی ہو گا، صحابیِ رسول ﷺ نہ ہو گا۔ چنانچہ اسی کے ایک طریق میں ارشاد نبوی ہے۔

"یاابنِ سمیۃ لایقتلک اصحابی ولکن تقتلک الفئۃ الباغیہ"
(اے ابن سمیہ! تجھے میرے صحابہ قتل نہ کریں گے بلکہ ایک باغی ٹولی قتل کریگی)
(وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ للسمہودی ص ۳۳۰/ج۱۔ العقد الفرید لابن عبد ربہ الاندلسی ص ۳۴۳/ج۴)

دیکھیئے یہاں آنحضرت ﷺ اپنے صحابہؓ اور قاتلِ عمارؓ باغی گروہ کا آپس میں تقابل کر کے صحابہؓ سے قتلِ عمارؓ کی نفی اور باغی گروہ کے لئے اسکا اثبات فرما رہے ہیں۔ جسکا مطلب یہ ہوا کہ جو صحابہؓ ہیں وہ قاتلِ عمارؓ اور "الفئۃ الباغیہ" کا مصداق نہیں اور جو قاتلِ عمارؓ اور "الفئۃ الباغیہ" کا مصداق ہیں وہ صحابہؓ نہیں۔ قاتلِ عمارؓ کی یہ نشانی، حضرت معاویہؓ میں قطعاً نہیں پائی جاتی کیونکہ وہ یقیناً اور یقیناً صحابیِ رسول ہیں۔ ہاں حضرت عثمانؓ کے قاتل اور باغی سبائی گروہ میں البتہ یہ نشانی علیٰ وجہ الاتم ضرور پائی جاتی ہے۔ کہ وہ سب کے سب غیر صحابہ تھے۔ ان میں کوئی بھی صحابی نہ تھا۔ چنانچہ امام نووی لکھتے ہیں کہ:

"ولم یشارک فی قتلہ احد من الصحابہ"
یعنی حضرت عثمانؓ کے قتل میں صحابہؓ میں سے کوئی ایک بھی شریک نہیں ہوا۔
(نووی شرح مسلم ص ۲۷۲/ج۲) حافظ ابن کثیر نے بھی تصریح کی ہے کہ:
"ولیس فیھم صحابی وللہ الحمد" (البدایہ والنہایہ ص۲۳۹/ج۷)

قاتلِ عمارؓ کی دوسری نشانی:

قاتلِ عمارؓ کی دوسری نشانی اس حدیث میں یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ باغی ہوگا۔ یعنی بغاوت کا مرتکب وہ پہلے ہو چکا ہوگا اور قتل بعد میں کریگا، چنانچہ بخاری و مسلم وغیرہما کے حوالہ سے حدیث کے یہ الفاظ زبان زدِ خاص و عام ہیں کہ: "تقتلۃ الفئۃ الباغیہ" (قتل کریگی اسکو وہ ٹولی جو باغی ہوگی)
حدیث کے اس جملہ کا مفاد یہ نہیں ہے کہ وہ ٹولی، قتل پہلے کریگی اور باغی پھر اس کے نتیجے میں بعد میں بنیگی، جیسا کہ عام طور پر سمجھا اور سمجھایا جاتا ہے بلکہ اسکا مفاد یہ ہے کہ باغیہ وہ ٹولی پہلے بن چکی ہوگی اور قتل بعد میں کریگی۔ کیونکہ حدیث کے ان الفاظ میں "الفئۃ" کا لفظ ترکیبِ نحوی کے اعتبار سے موصوف ہے اور "الباغیہ" کا لفظ اسکی صفت ہے۔ موصوف اپنی صفت سے ملکر فاعل ہے تقتل فعل کا۔ اور فاعل چونکہ وجوداً مقدم ہوتا ہے اپنے فعل سے اور یہاں فاعل، مجموعہ تھا الفئۃ موصوف اور الباغیہ صفت کا، لہٰذا موصوف، صفت دونوں ہی مقدم ہوں گے فعل قتل سے۔ ورنہ صفت کا تخلف لازم آئیگا اپنے موصوف سے، جس سے نہ موصوف، موصوف رہیگا اور نہ صفت، صفت رہیگی جبکہ حدیث میں وہ صفت موصوف کے طور پر ہی مذکور ہیں۔ اور الباغیہ، صفت اپنے موصوف، الفئۃ کی طرح فعلِ قتل سے مقدم اسی وقت کہی جا سکتی ہے جبکہ حضرت عمارؓ کو قتل کرنے والی ٹولی، باغی پہلے ہو اور قاتل بعد میں بنے۔

آسان لفظوں میں یوں کہیئے کہ حدیث کے اس جملہ میں "تقتل" فعل کا فاعل علی الاطلاق کسی "الفئۃ" کو نہیں بنایا گیا بلکہ خاص اس الفئۃ کو بنایا گیا ہے جو موصوف ہے الباغیہ کے ساتھ لہٰذا ضروری ہے کہ وہ ٹولی قتلِ عمارؓ کے اس وقت موصوف ہو بغاوت کے ساتھ اور یہ تبھی ہو سکتا ہے جبکہ وہ ٹولی، بغاوت پہلے کر چکی ہو اور قتلِ عمارؓ کی مرتکب بعد میں ہو، نہ یہ کہ قتل پہلے کرے اور پھر اسکی وجہ سے الباغیہ بعد میں بنے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث میں "الفئۃ الباغیہ" کو قاتلہ عمارؓ کہا گیا ہے۔ "الفئۃ القاتلہ" کو باغیہ نہیں کہا گیا۔

مختصر یہ کہ حدیث، باغی کو حضرت عمارؓ کا قاتل بتا رہی ہے۔ قاتل کو باغی نہیں بنا رہی۔ یعنی وہ یہ نہیں کہہ رہی کہ جو عمارؓ کو قتل کریگا وہ باغی ہوگا۔ بلکہ وہ یہ کہہ رہی ہے کہ جو باغی ہوگا وہ عمارؓ کو قتل کریگا۔ لہٰذا حدیث کا مفاد، باغی بن کے قتل کرنا ہوا، قتل کر کے باغی بننا نہ ہوا۔

الغرض دوسری نشانی قاتلِ عمارؓ کی حدیث زیر بحث میں یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ باغی ہوگا یعنی قتلِ عمارؓ سے پہلے وہ بغاوت کر چکا ہوگا۔

قاتلِ عمارؓ کی یہ نشانی بھی حضرت عثمانؓ کے قاتل اور باغی سبائی گروہ میں ہی پائی جاتی ہے، حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں میں ہر گز نہیں پائی جاتی۔ کیونکہ سبائی ٹولہ ہی قتلِ عمارؓ سے پہلے مسلمانوں کے متفقہ و مسلّمہ تیسرے خلیفہ راشد کے خلاف ایسی کھلم کھلا بغاوت کر چکا تھا جو محتاج بیان نہیں۔ باقی رہے حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھی؟ تو انہوں نے حضرت عمارؓ کی شہادت سے پہلے اور اس کے بعد بھی تمام مسلمانوں کے متفقہ و مسلّمہ کسی خلیفہ کے خلاف کوئی بغاوت نہ کی تھی۔ کیونکہ بغاوت اصطلاحِ شرع میں کہتے ہیں۔ "خروج عن طاعۃ الامام" کو، نہ کہ شروع سے کسی اہل حل و عقد کے "عدمِ دخول فی طاعۃ الامام" کو۔ حضرت معاویہؓ سے جو کچھ وقوع میں آیا وہ "خروج عن طاعۃ الامام" ہر گز نہ تھا بلکہ شروع سے ہی ایک صاحبِ حل و عقد کا "عدمِ دخول فی طاعۃ الامام" تھا۔ جسکا شرعاً و قانوناً انکو پورا پورا حق حاصل تھا۔ لہٰذا اسکو بغاوت کسی طرح بھی نہیں کہا جا سکتا۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا رسالہ "شہادت امام حسین و کردار یزید" مقدمہ پنجم و ششم۔ جب حضرت معاویہؓ باغی نہ ہوئے تو ان میں قاتلِ عمارؓ کی یہ نشانی بھی نہ پائی گئی۔

قاتلِ عمار کی تیسری نشانی:

تیسری نشانی قاتلِ عمارؓ کی اس حدیث نے یہ بتائی ہے کہ وہ داعی الی النار ہوگا۔ اسکی دعوت، دعوت الی النار ہوگی۔ چنانچہ حدیث کے الفاظ ہیں۔

یدعو هم الی الجنة(وفی روایة الی الله)ویدعونه الی النار"

یعنی حضرت عمارؓ تو اس گروہ کو جنت اور اللہ کی طرف بلا رہے ہوں گے جبکہ وہ گروہ انکو جہنم کی طرف بلا رہا ہوگا۔ (صحیح بخاری وغیرہ)

مطلب یہ کہ حضرت عمارؓ اور ان کے قاتل گروہ کی دعوت، ایک نہ ہو گی بلکہ ایک دوسرے سے مختلف اور آپس میں متضاد ہو گی۔ حدیث کا یہ جملہ محدث عصر حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ کے نزدیک اصحابِ صفین سے متعلق ہی نہیں بلکہ ان کفار و مشرکین مکہ سے متعلق ہے جو حضرت عمارؓ کو دینِ توحید اختیار کرنے پر طرح طرح کی ایذائیں پہونچاتے اور انکو کفر و شرک کی طرف دعوت دیتے تھے اور حضرت عمارؓ انکو ایمان و توحید کی طرف بلاتے تھے۔ (فیض الباری ص ۵۲/ج ۲)

ہمارے نزدیک یہی صحیح و صواب ہے اور اس صورت میں حدیث کے اس جملہ کا مصداق بھی بالکل صاف ہے۔ لیکن عام طور پر حدیث کے اس حصہ کو بھی جنگ صفین سے ہی متعلق مانا گیا ہے۔ اگر ایسا ہو تو پھر قاتلِ عمار کی یہ نشانی بھی باغی و مفسد سبائی گروہ میں ہی پائی جاتی ہے۔ حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں میں قطعاً نہیں پائی جاتی۔ کیونکہ سبائی ٹولے نے ہی سیاسی و مذہبی ہر دو محاذ پر خلیفہ المسلمین کے خلاف بغاوت، تفریق بین المسلمین، حضرت علیؓ کی الوہیت و ربوبیت، امامت و وصایت اور اصحاب رسول سے عداوت جیسے باغیانہ و مفسدانہ، کافرانہ و مشرکانہ اور خلاف توحید و رسالت عقائد و نظریات کی طرف صرف عوام کو ہی نہیں بلکہ حضرت عمارؓ سمیت خواص صحابہ کرامؓ تک کو دعوت دی تھی۔ گو صحابہ کرامؓ کو وہ ٹولہ اپنا ہمنوا بنانے میں کامیاب نہ ہو سکا لیکن ان پر بھی ڈورے ڈالنے میں اس نے کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔ جسکی تفصیل فتنہ ابن سبا المعروف بہ تاریخ مذہب شیعہ" پسند فرمودہ حضرت امام لکھنوی رحمہ اللہ از ص ۴۵ تا ص ۱۱۴، اور شہادۃ امام مظلوم مصنفہ مولانا نور الحسن شاہ بخاری مرحوم از ص ۱۹۱ تا ص ۲۳۷، وغیرھما میں دیکھی جا سکتی ہے۔

اور سبائی مفسدوں کی یہ دعوت بلاشبہ دعوت الی النار تھی جبکہ اس کے مقابلہ میں حضرت عمارؓ سمیت تمام صحابہ کرامؓ کی دعوت یقیناً دعوت الی الجنہ اور دعوت الی اللہ تھی۔

حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں میں قاتلِ عمارؓ کی یہ نشانی اس لئے نہیں پائی جاتی کہ ان کی دعوت نہ تو الی النار تھی اور نہ حضرت عمارؓ کی دعوت سے متضاد بلکہ ان کی دعوت بھی بالکل وہی تھی۔ جو حضرت عمارؓ کی تھی، جس کے شواہد حسبِ ذیل ہیں۔

ا۔ کسی اور نے نہیں بلکہ خود آنحضرت ﷺ نے ہی صفینی دونوں عظیم جماعتوں کے بارے میں ان کے آپس کے اسی عظیم قتال کے حوالہ سے ہی فرمایا ہے کہ۔ "دعوتھما واحدہ"
(ان دونوں جماعتوں کی دعوت ایک ہو گی)
(صحیح بخاری مع الفتح ص ۸۱/ج ۱۳ و مع العینی ص ۲۱۴/جز ۲۴ و البدایہ ص ۲۷۵/ج ۷

ب۔ ایک دوسری حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد اپنے صحابہؓ میں ہونے والے اختلافات کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ سے پوچھ کر اللہ علیم بذات الصدور کا جواب یوں نقل فرمایا ہے۔

"یامحمدانااصحابک عندی بمنزلۃ النجوم فی السماء بعضھااقوی من بعض ولکل نورفمن اخذبشیٔ مماھم علیہ من اختلا فھم فھو عندی علی ھدی الخ"(مشکواۃ ص۵۵۴)

اس میں اللہ تعالیٰ سب صحابہؓ کو نورانی ستارے اور ان کے اجتہادی اختلافی مواقف کو ہدایت فرما رہے ہیں۔ جبکہ دعوت الی النار والے موقف میں نہ نورانیت ہوتی ہے۔ اور نہ ہدایت۔ معلوم ہوا کہ حضرت عمارؓ اور حضرت معاویہؓ سے کسی کی دعوت بھی دعوت الی النار نہ تھی۔ بلکہ دونوں ہی نورِ ہدایت کی طرف بلانے والے تھے۔

ج۔ اور تو اور خود حضرت عمارؓ کا اپنی اور اہل شام کی دعوت سے متعلق وانشگاف الفاظ میں یہ اقرار ہے کہ:

"ان حجتناوحجتہم واحدہ،وقبلتناوقبلتہم واحدہ(وفی روایہ)ونبیناواحد ودعوتناواحدہ ودینناواحد"

(ہماری،ان کی حجت ایک ہمارا ان کا قبلہ ایک، ہمارا نبی ایک، ہماری دعوت ایک اور ہمارا دین ایک)

(تہذیب ابن عساکر ص ۴۷۷/ج ا ومنہاج السنہ ص ۶۲/ج ۳)

د۔ نہج البلاغہ والے حضرت علیؓ کے گشتی مراسلہ کے یہ الفاظ تو مشہور ہی ہیں کہ:

"انا التقیناوالقوم من اہل الشام والظاہران ربناواحدٌ ونبیناواحدودعوتنا فی الاسلام واحدۃ.........والامر واحدالاما اختلفنا فیہ من دم عثمان ونحن منہ برآء۔"

(ہمارا اور اہل شام کا تقابل ہوا ہے حالانکہ ظاہر بات ہے کہ ہمارا رب ایک ہے۔ ہمارا نبی ایک ہے، اسلام میں ہماری دعوت ایک ہے۔ (ہمارا اور انکا دینی) معاملہ (بالکل) ایک جیسا ہے مگر خون عثمان کے بارے میں ہمارا اور انکا اختلاف ہو گیا ہے۔ حالانکہ ہم اس سے بری الذمہ ہیں۔ (نہج البلاغہ مع الابن الحدید بیروت ص ۱۶۱/ج ۴)

ہ۔ پھر امر واقعہ بھی تو اس کے سوا کچھ نہیں کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت عمارؓ وغیرہ کو قصاصِ عثمانؓ کی طرف ہی دعوت دی تھی ،اگر حضرت عثمان کا قتل ناحق تھا اور یقیناً ناحق تھا تو ان کا قصاص اتنا ہی برحق تھا تو حضرت معاویہؓ کی دعوت ایک برحق چیز کی طرف ہوئی اور برحق چیز کی طرف دعوت، دعوت الی الحق ہوا کرتی ہے نہ کہ دعوت الی النار۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت معاویہؓ کے اس مطالبے اور دعوت کو خود حضرت علیؓ تک نے درست اور صحیح مان لیا تھا۔ فی الوقت قصاص لینے سے اپنی معذوری تو بیان فرمائی لیکن فی نفسہٖ مطالبہ قصاص کو غلط اور دعوت الی النار وغیرہ نہ فرمایا۔ یہ بجائے خود اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضرت معاویہؓ کا یہ مطالبہ ہر گز دعوت الی النار نہ تھا ورنہ حضرت علیؓ اس کو درست تسلیم نہ کرتے۔

و۔ اہل سنت کے نزدیک حضرت معاویہؓ اپنے صفینی موقف میں حضرت عمارؓ کی طرح مجتہد تھے اور مجتہد اپنے اجتہاد میں خطاء بھی کر جائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر ہی پاتا ہے۔ لہذا حضرت معاویہؓ نے بھی اپنے موقف میں اللہ کی طرف سے بہر صورت اجر ہی پایا جبکہ دعوت الی النار کی صورت میں اس کے داعی کو اجر ملنا تو در کنار الٹا وزر کا خطرہ رہتا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت معاویہؓ کا صفینی موقف، دعوت الی النار نہ تھا اور نہ اس پر ان کو اہل سنت کے نزدیک اجر نہ ملتا۔

ز۔ حضرت معاویہؓ کے حق میں آنحضرتؐ کی یہ دعا مشہور ہے کہ:

"اللھم اجعلہ ھادیامھدیاواھدیہ"(ترمزی ص۲۴۷/ج۲)

اور ظاہر ہے کہ ہادی و مہدی کی دعوت الی النار نہیں ہوا کرتی اور نہ دعوت الی النار والا ہادی و مہدی ہی کہلاتا ہے۔

ان شواہد سے یہ بات بخوبی ثابت ہو رہی ہے۔ کہ حضرت معاویہؓ کا صفینی موقف، حضرت عمارؓ کے صفینی موقف کے مقابلہ میں دعوت الی النار نہ تھا۔ بلکہ بالفرض اگر غلط بھی تھا تو تب بھی اس اعتبار سے دعوت الی الجنہ ہی تھا کہ اس صورت میں بھی انکو اجر ہی ملا تھا۔ اور اجر باعث دخولِ جنت ہے نہ کہ باعث دخولِ نار۔ لہذا قاتلِ عمارؓ کی دعوت الی النار والی یہ نشانی بھی حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں میں نہ پائی گئی۔

قاتل عمارؓ کی چوتھی نشانی:

چوتھی نشانی قاتلِ عمارؓ کی اس حدیث میں یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ اور یہ نشانی آنحضرت ﷺ سے ان اکثر حضرات نے نقل کی ہے جو اس حدیث کے مرکزی راوی ہیں۔ یعنی حضرت انس، حضرت ام سلمہ، حضرت عثمان، حضرت عمرو بن العاص، اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہم اجمعین) چنانچہ

ا۔ حضرت انسؓ کی روایت سے قاتلِ عمارؓ کی یہ نشانی یوں مروی ہوئی ہے۔

"ابن سمیۃ تقتلۃ الفئۃ الباغیۃ قاتلہ وسالبہ فی النار"

(ابن سمیہ (حضرت عمارؓ) کو ایک باغی ٹولی قتل کریگی، انکو قتل کرنے والا اور انکا مال، اسباب لوٹنے والا جہنم میں جائیگا۔)

(کنز العمال ص ۷۲۵/ج۱۱۔ سیر اعلام النبلاء ص ۴۲۵/ج۱)

ب۔ حضرت ام سلمہ اور حضرت عثمانؓ نے حدیث کے یہ الفاظ یوں نقل کئے ہیں۔

"تقتلک الفئۃ الباغیۃ قاتلک فی النار"(کنز العمال ص ۷۲۵/ج۱۱)

ج۔ حضرت عمرو بن العاصؓ کی روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔

"قاتل عمار وسالبہ فی النار"(کنز العمال ص ۷۲۱، ۷۲۴/ج۱۱)

نیز یہ کہ "یدخل سالبک وقاتلک فی النار"

تیرا مال اسباب لوٹنے والا اور تجھے قتل کرنے والا جہنم میں داخل ہوگا۔ (کنز العمال ص ۷۲۷/ج۱۱)

د۔ اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے حدیث کے یہ الفاظ یوں روایت کئے ہیں

"مالهم ولعمار؟عماريدعوهم الى الجنة ويدعونه الى النار،قاتله وسالبه فى النار"(البدايه والنهايه ص۲۶۹/ج۷)

معنی و مطلب ان سب الفاظ کا وہی ہے جو اوپر روایت انسؓ میں لکھا گیا ہے۔

قاتلِ عمارؓ کی یہ نشانی بھی حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں میں ہرگز نہیں پائی جاتی بلکہ اگر پائی جاتی ہے تو اسی سبائی گروہ میں ہی پائی جاتی ہے۔

حضرت معاویہؓ تو صحابی ہیں۔ اور صحابہؓ کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول نے واضح طور پر بتلا دیا ہے۔ کہ ان میں سے کوئی بھی جہنم میں نہ جائیگا۔ چنانچہ اللہ تعالی نے سب صحابہؓ سے "الحسنیٰ" کا وعدہ فرمایا۔

"وكلا وعدالله الحسنىٰ"(الحديد)

اور دوسری جگہ فرمایا کہ "الحسنیٰ" والے جہنم سے اتنے دور رکھے جائیں گے کہ اسکی آہٹ بھی نہ سننے پائیں گے۔ بلکہ وہ اپنی جی چاہی چیزوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

"ان الذين سبقت لهم منا الحسنىٰ اولئك عنها مبعدون لايسمعون حسيسها وهم فى ما اشتهت انفسهم خالدون۔"(الانبياء)

اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ!

"لاتمس النار مسلماً رآني او رأىٰ من رآني"

(کہ جس مسلمان نے مجھے دیکھا یا مجھے دیکھنے والے کو دیکھا۔ (اور اسلام پر ہی اس کی وفات ہوئی) اسکو جہنم کی آگ چھوئے گی بھی نہیں) (ترمذی ص ۲۴۹/ج۲)

حتیٰ کہ خود حضرت علیؓ نے بھی اپنی جماعت کے مقتولین کی طرح حضرت معاویہؓ کی جماعت کے مقتولین کے بھی "فی الجنۃ" ہونے کی شہادت دی تھی۔ چنانچہ فرمایا تھا۔

"قتلاى وقتلىٰ ومعاويه فى الجنة"(مجمع الزوائد ص۳۵۷/ج۹)

امام شعبی رحمہ اللہ نے بھی اصحابِ علیؓ اور اصحابِ معاویہؓ دونوں کے بارے میں فرمایا کہ:

"هم اهل الجنة"

(یہ سب جنتی ہیں۔)(البدایہ والنہایہ ص ۲۷۸/ج۷)

الغرض، حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھی مذکورہ تصریحات کی رو سے جہنم سے دور اور بہت دور ہیں۔

"فی الجنۃ" اور "اھل الجنۃ" ہیں۔ جبکہ قاتلِ عمارؓ کو آنحضرت ﷺ صراحتہً "فی النار" فرما رہے ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں میں قاتلِ عمارؓ کی یہ نشانی بھی موجود نہ تھی۔ باقی رہا حضرت عثمانؓ کے قاتل سبائی مفسدوں کا ٹولہ؟ تو ان میں البتہ قاتلِ عمارؓ کی یہ نشانی بھی یقیناً پائی جاتی ہے۔ چنانچہ

ا۔ حضرت علیؓ کی الوہیت و ربوبیت، رجعت و امامت اور وصایت جیسے مشرکانہ و کافرانہ اور خلافِ توحید و رسالت اپنے عقائد و نظریات کے پیش نظر وہ یقیناً "فی النار" ہی ہیں۔

ب۔ مسلمانوں میں جس فتنہ و فساد اور افتراق و انتشار کی بنیاد انہوں نے رکھی۔ اسلام کا نظامِ خلافت جس طرح انہوں نے درہم برہم کیا۔ جس طرح مسلمانوں کو آپس میں لڑا بھڑا کر انکا کشت و خون کروایا۔ ان کی بیت اللہ سے بھی بڑھ کر عزت و آبرو پر جس طرح انہوں نے شبخون مارا اور اس طرح جو دسیوں بیسیوں حقوق اللہ و حقوق العباد انہوں نے پائمال کئے، یہ سب کام یقیناً "اھل النار" کے ہی انہوں نے کئے، اہل جنت کا ان میں سے کوئی ایک کام بھی نہ تھا۔

ج۔ آنحضرت ﷺ نے صراحتہً انہیں ""المنافقون" کا نام دیا۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ:

"یاعثمان ان ولاک اللہھذاالامریوماًفارادک المنافقون ان تخلع قمیصک الذی قمصک اللہفلا تخلعۃ"(۱)

اے عثمان اگر اللہ تجھے کسی دن اس امر کا والی بنائے پھر منافق لوگ تجھ سے یہ چاہیں کہ تو اس قمیص کو اتار دے جو اللہ نے تجھے پہنائی ہے تو، تو اس کو نہ اتارنا) (ابن ماجہ ص ۱۱)

اور سب جانتے ہیں کہ منافقین صرف "فی النار" ہی نہیں بلکہ "فی الدرک الاسفل من النار" ہیں۔

ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار(النساء)

ان سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ جنت کا نہیں بلکہ نارِ جہنم کا ہے۔

وعداللہالمنافقین والمنافقات والکفار نارجھنم۔الایہ(التوبہ)

د۔صاحب سر رسول اللہ ﷺ حضرت حذیفہ بن الیمانؓ نے تو متعین کر کے قاتلینِ عثمان کو "فی النار" فرمایا چنانچہ جندب الخیر بیان کرتے ہیں کہ جب مصر کے بلوائی، حضرت عثمانؓ کی طرف روانہ ہو گئے تو ہم نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا کہ

"آپ کا کیا خیال ہے؟ (یہ بلوائی کیا گل کھلائیں گے؟) انہوں نے فرمایا کہ واللہ یہ انکو قتل کر کے ہی دم لیں گے۔ ہم نے کہا کہ پھر حضرت عثمانؓ کہاں ہوں گے؟ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ "فی الجنۃ واللہ" (واللہ جنت میں) ہم نے پوچھا کہ اچھا تو وہ بلوائی؟ انہوں نے جواب دیا کہ "فی النارواللہ" (واللہ جہنم میں) (ازالۃ الخفاء مترجم ص ۳۵۸/ج ۴)

کسی کا "فی الجنۃ" یا "فی النار" ہونا عقل سے متعلق نہیں بلکہ سراسر نقل سے متعلق ہے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے یہ بات اپنی طرف سے ہرگز نہ فرمائی ہوگی بلکہ یقیناً آنحضرت ﷺ سے سن کر ہی فرمائی ہوگی۔

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ارشاد فرمودہ، قاتلِ عمارؓ کی فی النار والی چوتھی نشانی بھی حضرت عثمانؓ کے قاتل و باغی سبائی ٹولے میں کس طرح ہو بہو اور حرف بحرف پائی جا رہی ہے۔ جبکہ حضرت معاویہؓ اور انکے ساتھیوں میں یہ نشانی یکسر مفقود ہے۔

قاتلِ عمارؓ کی پانچویں نشانی:

پانچویں نشانی حضرت عمارؓ کو قتل کرنے والی ٹولی کی اس حدیث میں یہ ارشاد ہوئی ہے کہ وہ "اشقیاء" (بدبختوں) کی ٹولی ہوگی۔

قاتلِ عمار کی چھٹی نشانی:

اور چھٹی نشانی یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ ٹولی "اشرار" یعنی شریروں اور فسادیوں کی ٹولی ہوگی۔ چنانچہ ارشادِ نبوی ہے۔

"مالھم ولعمار؟یدعوھم الی الجنۃ ویدعونہ الی النار وذالک فعل الا شقیاء الاشرار۔"
(عجب حال ہوگا ان کا اور عمارؓ کا۔ عمارؓ تو ان کو جنت کی طرف بلا رہا ہوگا اور وہ (قاتلینِ عمارؓ) اسکو جہنم کی طرف بلا رہے ہوں گے۔ اور یہ کرتوت ہوگا بدبختوں، شریروں کا)
(کنز العمال ص ۲۴۷/ج ۱۱۔ وفاء الوفاء ص ۳۳۱/ج ۱)

تنبیہ:

ہم بتا آئے ہیں کہ حضرت العلام کشمیری رحمہ اللہ کے نزدیک حدیث کے ان الفاظ کا تعلق کفار و مشرکینِ مکہ سے ہے نہ کہ جنگِ صفین سے، لیکن عام طور پر چونکہ ان کو جنگ صفین سے ہی متعلق بنایا جاتا ہے۔ اس لئے ہم نے اسکی مناسبت سے ترجمہ استقبال والا کیا ہے۔ ورنہ حضرت شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ کی رائے کے مطابق انکا ترجمہ حال والا ہوگا۔

الغرض حدیث کے یہ الفاظ، کفار مکہ سے متعلق ہوں یا جنگ صفین سے اتنی بات کی تصریح تو ان میں بہر حال فرمادی گئی ہے کہ حضرت عمارؓ کی دعوت الی الجنۃ کے مقابلہ میں ان کو جہنم کی طرف بلانے والے لوگ بدبخت اور شریر لوگ ہوں گے۔

بقیہ ص ۶ پر